عددی اکثریت کا غیر شرعی فیصلہ اور احمدیت کی عظیم الشان فتح

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ رمئی ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات تلاوت کیں:

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۶﴾ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ (الانعام: ۱۱۵-۱۱۸)

اور پھر فرمایا:

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ کیا میں، اللہ کے سوا کسی اور کی طرف بطور حکم رجوع کر سکتا ہوں۔ یعنی کیا میں اس بات کو پسند کر سکتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی اور فیصلہ کرنے والا ہو۔ حالانکہ یہ وہی خدا ہے جس نے ایک کھلی کھلی کتاب کو تمہارے لئے نازل فرمایا اور وہ لوگ جن کی خاطر یہ

کتاب اتاری گئی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب (یعنی محمدؐ کے رب) کی طرف سے حق کے ساتھ اتاری گئی ہے فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ پس اے مخاطب تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا اور انصاف کے لحاظ سے تیرے رب کا کلام درجہ کمال کو پہنچ گیا ہے، کا مطلب ہے کہ اس پر بات ختم ہوگئی ہے لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ اور ان کلمات کو کوئی تبدیل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور یہ کبھی تبدیل نہیں ہوں گے اور اللہ بہت دیکھنے والا ہے اور بہت جاننے والا ہے جہاں تک اکثریت کا تعلق ہے فرمایا وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اگر تو زمین میں اکثریت رکھنے والوں کی پیروی کرے گا تو یقیناً وہ تمہیں اللہ کی راہ سے گمراہ کر دیں گے' وہ تو ظن کے سوا اور کسی بات کی پیروی نہیں کرتے،' توہمات کے پیروکار ہیں اور محض اٹکل پچو سے باتیں کرنے والے لوگ ہیں۔ ہاں اے رسولؐ! تیرا رب سب سے زیادہ جانتا ہے کہ کون اس کے رستے سے گمراہ ہے اور کون ہدایت یافتہ ہے۔

قرآن کریم کی ان آیات میں بھی اور بہت سی دیگر آیات میں بھی یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ جہاں تک حق و باطل میں تمیز کا تعلق ہے اور سچ اور جھوٹ میں فیصلے کا تعلق ہے عددی اکثریت کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ بسا اوقات عددی اکثریت غلطی پر ہوتی ہے۔ چنانچہ بیشتر اوقات یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر اکثریت کی پیروی کی جائے تو انسان گمراہ ہو جاتا ہے اور محض عددی اکثریت کی بناء پر کسی چیز کو حق تسلیم کر لینا ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ حق و باطل کی تمیز کے اور ذرائع ہیں مگر حکومت پاکستان کی طرف سے جو مزعومہ قرطاس ابیض شائع ہوا ہے۔ اس میں سب سے آخری بات جو بڑے فخر کے ساتھ پیش کی گئی ہے وہ یہی عددی اکثریت ہے جس کا ڈھول پیٹا گیا ہے اور تمام دنیا میں بڑے فخر کے ساتھ اس بات کو اچھالا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف تو ہماری عددی اکثریت تھی' عوام کی اکثریت تھی' قومی اسمبلی کی اکثریت تھی بلکہ اکثریت ہی نہیں جماعت کے خلاف اجماع ہو چکا تھا اور سو سال کا یہ مسئلہ جو اٹکا ہوا تھا قومی اسمبلی نے اسے بالاتفاق طے کر دیا اس لئے ان کے جھوٹے ہونے کے لئے اس کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔

امر واقعہ یہ ہے کہ کسی بات پر علماء کا یا عوام کا متفق ہو جانا ہرگز وہ سواد اعظم نہیں کہلا سکتا جس

سواد اعظم کا ذکر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ چنانچہ چوٹی کے علماء اور بزرگان سلف حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لے کر آج تک کے علماء اس بارہ میں کھلم کھلا اس بات کا اظہار فرما چکے ہیں کہ جہاں تک حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے بیان فرمودہ سواد اعظم کا تعلق ہے اس کا یہ معنی غلط ہے کہ اگر علماء یا عوام کی بھاری اکثریت ایک طرف ہو جائے تو وہ سواد اعظم ہے اور یہ کہ جس بات کے حق میں وہ ہوں وہ درست ہوگی۔ اس کے برعکس حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر تو اکیلا ہے اور حق پر قائم ہے تو تو ہی پیروی کے لائق ہے۔ باقی سب اکثریت رد کرنے کے لائق ہے۔ حضرت امام رازی، حضرت امام ابن تیمیہ اور حضرت امام ابن قیم اور ایسے ہی کئی اور ربانی علماء ہیں جن کی کثرت ہے۔ وہ اس سوال کو یکے بعد دیگرے اٹھاتے چلے جاتے ہیں اور واضح کرتے چلے جاتے ہیں کہ حق کی پہچان میں عددی اکثریت کو کوئی حیثیت حاصل نہیں۔ وہ کھل کر یہ لکھتے چلے جاتے ہیں کہ اگر ایک آدمی اکیلا ہے مگر وہ حق پر قائم ہے تو وہی سواد اعظم کہلانے کا مستحق ہے۔ باقی کوئی سواد اعظم نہیں ہے اس کے باوجود مخالفین کا یہ ڈھنڈورا پیٹنا کہ چونکہ ہمیں عددی اکثریت حاصل ہے اور جماعت احمدیہ ایک معمولی اقلیت ہے اس لئے ایک عظیم اجماع ہو گیا ہے جسے اسلامی سند حاصل ہے۔ یہ بات بالکل درست نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں چونکہ حوالے بہت زیادہ تھے وہ میں نے فی الحال چھوڑ دیئے ہیں۔ چند حوالے بعد میں آپ کے سامنے پیش کروں گا لیکن اس سے پہلے میں احباب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس قومی اسمبلی کی اکثریت پر یہ نازاں ہیں، جس قومی اسمبلی کے فیصلے کو شرعی سند کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے اس قومی اسمبلی کے متعلق بھی ایک وائٹ پیپر (قرطاس ابیض) شائع ہو چکا ہے۔ جو موجودہ حکومت نے شائع کیا تھا۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس قومی اسمبلی کی اکثریت کے متعلق ان کی رائے کیا ہے، وہ میں آپ کو سناتا ہوں یعنی جس قومی اسمبلی کی اتفاق رائے کو شریعت کی بنیاد قرار دیا جا رہا ہے اس کا اپنا کیا حال تھا۔ اس کے متعلق ان کے وائٹ پیپر میں ان کی داستان پڑھیں تو آپ حیران رہ جائیں گے۔ میں اس کو مضمون کے لحاظ سے تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ پہلا حصہ بھٹو صاحب اور ان کے چیدہ چیدہ وزراء سے خاص ہے۔ اس حصہ میں نام بنام ان کے کردار ان کی اسلامی حیثیت، ان کے اخلاق اور ان کے اعمال کا تذکرہ چھیڑا گیا ہے، نہایت ہی بھیانک داستان ہے۔ جن کے سر اتنا عظیم

الشان سہرا باندھا جاتا تھا ان کی اپنی اسلامی حالت کو جس طرح اسی حکومت نے (جس نے ہمارے خلاف یہ رسالہ شائع کیا ہے) کھول کھول کر بیان کیا ہے وہ تو تفصیل کے ساتھ میں آپ کے سامنے پیش بھی نہیں کرسکتا۔ بعض ایسی باتیں ہیں کہ پڑھتے پڑھتے شرم آنے لگتی ہے۔ بعض کیا اکثر ایسی باتیں ہیں لیکن بہر حال چند نمونے مجھے مجبوراً پیش کرنے پڑیں گے۔

جہاں تک ان باتوں کا تعلق ہے جو نام بنام بیان کی گئیں ہیں۔ میں ان کی تفصیل بیان نہیں کرنا چاہتا کیونکہ بہت سے لوگ ان میں سے زندہ موجود ہیں اور ان کے متعلق اگر میں نام بنام ان باتوں کو شہرت دوں تو گویا میں خود بھی صاد کرنے والا بن جاؤں گا۔ مجھے اصولی طور پر اس طریق سے اختلاف ہے۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ دنیا میں کوئی بھی حکومت اپنے شہریوں کی کسی بھی پہلو سے کردار کشی کرے۔ اگر ان لوگوں میں یعنی موجودہ حکومت میں شرافت ہوتی، انسانیت ہوتی تو ان کا کام یہ تھا کہ ان کے نزدیک جو لوگ مجرم تھے ان کے خلاف کھلی عدالتوں میں عدالتی چارہ جوئی کرتے، ان پر مقدمے چلتے اور پھر عدالت کے جو فیصلے ہوتے وہ دنیا کے سامنے پیش کئے جاسکتے تھے اگر چہ بعض اوقات دباؤ کے تحت کئے گئے عدالتی فیصلے بھی اپنی حیثیت کھو دیا کرتے ہیں لیکن بہر حال یہ ایک شکل تھی جو مہذب دنیا کو کسی نہ کسی رنگ میں قابل قبول ہوسکتی تھی۔ مگر حکومت پر قابض لوگ اپنے شہریوں پر مقدمہ چلانے کی بجائے ان کی کردار کشی شروع کردیں، ان کے متعلق نہایت گندے الزامات لگانے شروع کردیں اس بات کا میں تو قائل نہیں ہوں اس لئے نام بنام دی گئی تفصیل کو میں نہیں پڑھ سکتا لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وائٹ پیپر کے اس حصہ میں بھٹو صاحب کے علاوہ مولوی کوثر نیازی صاحب (سابق وزیر حج۔ ویلفیئر فنڈ۔ اوقاف فنڈ اور مذہبی امور) سرفہرست ہیں پھر ممتاز بھٹو صاحب ہیں جو بھٹو صاحب کے چچازاد بھائی ہیں اور وہ بھی زندہ موجود ہیں پھر غلام مصطفیٰ کھر ہیں یہ بھی اس فہرست میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں، پھر صادق حسین صاحب قریشی کا نام بھی خاص طور پر نمایاں پیش کیا گیا ہے پھر نصر اللہ خان خٹک صاحب ہیں، پھر عبدالوحید صاحب کٹپر ہیں، پھر جام صادق علی صاحب ہیں۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جن کے نام لکھ کر ان کے متعلق نہایت گندے اور بھیانک الزامات لگائے گئے ہیں حالانکہ جائز طریق یہ ہے کہ جب تم حکومت پر قابض ہو جاؤ تو تمہارا حق ہے کہ تم مقدمے کرو، عدالت میں جاؤ اور پھر عدالت کے فیصلوں کے مطابق کارروائی کرو۔ الزام تراشیاں تو

ان لوگوں کا کام ہے جن کے پاس طاقت نہیں ہوتی ، جو حکومت پر قابض نہیں ہوتے بے اختیار ہوتے ہیں وہ الزام لگا کر اور طعنے دے کر دل کے غصے نکالتے ہیں۔ حکومتوں کے یہ کام نہیں ہوتے اس لئے موجودہ حکومت کو وقار کے ساتھ باقاعدہ عدالتوں میں جانا چاہئے تھا اور پھر عدالتوں کے فیصلوں کے مطابق عمل درآمد کروانا چاہئے تھا مگر بہر حال جہاں تک اس حکومت کا تعلق ہے یہ کامل طور پر یقین رکھتی ہے کہ ۷۷ء کی قومی اسمبلی میں نہایت گندے اور بھیانک کردار کے لوگ تھے اور ان کو اسلام کی نمائندگی کا کوئی حق نہیں۔

جہاں تک پیپلز پارٹی کا تعلق ہے جو قومی اسمبلی میں بھی بھاری اکثریت رکھتی تھی۔ اس کے مرکزی وزراء ، صوبائی وزراء، قومی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران کے نام لئے بغیر جو خاکے کھینچے گئے ہیں۔ وہ ذرا سننے سے تعلق رکھتے ہیں۔ چونکہ نام کسی کا نہیں لیا گیا اس لئے میں اس بارہ میں زیادہ جھجک محسوس نہیں کرتا کہ آپ کو سنا دوں اگر چہ الزامات ایسے ہیں کہ اسلامی شریعت کے مطابق ان الزامات لگانے والوں اور ان کی تشہیر کرنے والوں کو کم سے کم اسی کوڑوں کی سزا ملنی چاہئے کیونکہ اگر موجودہ حکومت اسلامی شریعت کی حمایت کا دعویٰ کرتی رہی ہے تو اسے اسلامی قوانین دوسروں پر نافذ کرنے سے پہلے خود پر نافذ کرنا چاہئے تھا۔ اگر کسی شخص کے متعلق اسلامی حکومت میں وہ الزامات عائد کئے جائیں جن کا ذکر وائٹ پیپر میں ملتا ہے تو جب تک باقاعدہ عدالت میں چار گواہوں کے ساتھ معاملہ پیش کر کے الزام واضح طور پر ثابت نہ کیا جائے اس وقت تک اسلامی حکومت کے تابع الزام لگانے والوں کو اسّی اسّی کوڑوں کی سزا ملنی چاہئے لیکن بہر حال حکومت کے نزدیک پیپلز پارٹی کے اراکین کی مذہبی حیثیت یہ ہے، لکھتے ہیں:

> ”شراب اور شباب کے رسیا اور ان اطلاعات کے مطابق (ایک نہایت گندہ لفظ ہے) اس کی لعنت میں بھی مبتلا ہیں۔ وفد کے ساتھ واپس آتے ہوئے ایئر ہوسٹس سے وسکی کی دو بوتلیں طلب کیں اور جب ایئر ہوسٹس نے بوتلیں فراہم کر دیں تو اس نے ایئر ہوسٹس پر دست درازی کی کوشش کی لیکن انہیں جھڑک دیا گیا۔ وغیرہ وغیرہ“

(قرطاس ابیض۔ بھٹو کا دور حکومت جلد سوم صفحہ ۱۸۲)

یہ ہے اس قومی اسمبلی کے بڑے بڑے چوٹی کے راہنماؤں کا حال جنہوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف غیر مسلم کا فتویٰ دیا ہے اور جس فتویٰ کو یہ لوگ فخر کے ساتھ آج دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

پھر ایک اور صاحب.........کے متعلق بتاتے ہیں کہ مبینہ طور پر ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے بعد دولت حاصل کی ہے، ان کا خاص معتمد ایک خطرناک سمگلر ہے۔

(قرطاس ابیض۔ بھٹو کا دور حکومت جلد سوم صفحہ ۱۸۳)

پھر ایک اور صاحب.......کے متعلق کہا گیا ہے کہ اپنی نوجوانی کے دور سے ہی آزادانہ جنسی تعلقات ان کے کردار کے آئینہ دار ہیں۔ وہ جنسی کج روی کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ بڑی بے شرمی اور بے حیائی کے ساتھ شادیاں کرتے اور بیویوں کو طلاق دیتے ہیں اور انہیں بازار حسن کی زینت بننے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

اندازہ کریں ایک حکومت کی طرف سے ایک وائٹ پیپر شائع ہو رہا ہے جس میں اپنے ملک کے شہریوں کی کردار کشی میں اس قدر دریدہ دہنی سے کام لیا گیا ہے جو نہایت افسوسناک اور اخلاق سے گری ہوئی حرکت ہے۔ مطلقہ بیویوں کے متعلق یہ کہنا کہ ان کو بازار حسن کی زینت بنانے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں پاکستان کی خواتین کے حق میں یہ الفاظ دراصل انتہائی گندے اور بھیانک الزامات ہیں اور اگر اسلامی حکومت قائم ہو تو یقیناً اس کے ذمہ دار افراد کو اسی اسی (۸۰،۸۰) کوڑوں کی سزا ملنی چاہئے لیکن قطع نظر اس کے کہ حقیقتیں کیا ہیں جب تک انہیں ان باتوں پر یقین نہ ہوتا اس وقت تک یہ بے وجہ لکھ نہیں سکتے تھے۔ یہ لوگ خود جو باتیں مانتے ہیں یا کئی باتیں ان کے علم میں آتی ہیں ہمیں اس سے بحث نہیں ہم تو صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس اسمبلی کے ممبروں پر تم لوگ آج فخر کر رہے ہو کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دیا اور سو سالہ مسئلہ حل کیا اس کی اپنی اسلامی حیثیت تمہارے نزدیک کیا تھی۔

یہی نہیں مزید لکھا ہے کہ یہ لوگ قاتل بھی ہیں اور قاتلوں کی حمایت کرنے والے بھی۔ ایک صاحب..........تو قتل کرنے والوں کو ہر طرح کی مدد دیتے ان کے معاملات کو رفع دفع کرواتے ہیں۔ پھر ان کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ پستول اور دیگر اسلحہ جات کے لائسنس ناجائز طور پر جاری

کروانے والے، اپنی عدالتیں لگا کر غریبوں کے مال لوٹنے والے' بیواؤں اور یتیموں کا مال کھا جانے والے ،صنعت کاروں سے بھاری رقوم جمع کر کے اور اسی طرح ٹھیکیدراوں سے بھاری رقوم وصول کر کے ان کے کام کروانے والے' شرابی' مجرمانہ ذہنیت کے حامل، رسہ گیر اور بحری قزاق ہیں۔ یہ وہ سارے لوگ ہیں جن کا ذکر خلاصۃً میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور یہ پیپلز پارٹی کی اکثریت کی تصویر ہے جو قرطاس ابیض میں کھینچی گئی ہے۔

اور جہاں تک اپوزیشن کے ممبران کا تعلق ہے خیال ہوسکتا ہے کہ وہ بچ گئے ہوں گے لیکن موجودہ حکومت کا خیال یہ ہے کہ اپوزیشن کے ممبر بھی اسی طرح گندے تھے جس طرح پیپلز پارٹی کے ممبر گندے تھے۔ چنانچہ اس وائٹ پیپر میں جس کا ذکر ہو رہا ہے اپوزیشن کے کردار کے چند نمونے بھی پیش کئے گئے ہیں اور بتایا ہے کہ اپوزیشن کس قسم کی تھی۔ لکھا ہے کہ:

> ''شیخی اور لاف زنی کا رسیا خود کو پاکستان میں وزیر اعظم کی ٹکر کا واحد لیڈر سمجھتا ہے' انتہائی بے اصول اور بے ضمیر شخص ہے۔ بدقسمتی سے ہماری عوامی زندگی میں لائق فائق لوگوں کی قلت کی وجہ سے وہ قومی سطح پر اپنی اہلیت سے زیادہ اہمیت حاصل کر گیا ہے۔''

(قرطاس ابیض۔ بھٹو کا دور حکومت جلد سوم صفحہ ۱۸۴)

یعنی اکثریت کا وہ حال ہے اور اقلیت کا یہ حال ہے۔ لکھتے ہیں کہ اس قدر قحط الرجال ہے کہ اکثریت تو گندی تھی ہی اقلیت میں بھی شرفاء نظر نہیں آ رہے تھے اور چونکہ قحط الرجال ہے شرفاء کی قلت ہے اس لئے اس قسم کے گندے اور اوباش لوگ قومی زندگی پر ابھر آئے۔ ایک اور نمونہ پیش کر کے لکھا ہے:

> ''اس کی باغیانہ اور ہیجانی طبیعت کے لئے کسی کی طرف سے تحکم اور اختیار آفرینی تازیانہ ثابت ہوتی ہے اور خطرہ کا نشان بن جاتی ہے۔ بدکاری اور ناجائز تعلقات کے الزامات میں ملوث ہے''

ایک اور اپوزیشن کے ممبر کا حال لکھتے ہیں:

> ''مالی لحاظ سے کمزور، لالچی، شیخی خوردہ، سستی شہرت کی طرف راغب

(آگے مبینہ طور پر ڈیش ڈال کر گویا کہ فلاں شخص ہے) فلاں معین شخصیت کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کر رکھے ہیں۔''

(قرطاس ابیض۔ بھٹو کا دور حکومت جلد سوم صفحہ ۱۸۵)

حیرت ہوتی ہے یہ سوچ کر یہ کسی عام مولوی کی زبان نہیں ہے عام مولوی تو اس قسم کی باتیں کرتے رہتے ہیں، یہ حکومت کے نمائندوں کی زبان ہے۔ حکومت کی طرف سے اس کی مہر کے ساتھ شائع شدہ وائٹ پیپر ہے اس سے آپ اندازہ کریں کہ ان کے وائٹ پیپر کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔ ان کے اپنے اخلاق کیا ہیں، ان کے ناپنے کے پیمانے کیا ہیں۔ شریعت کو کیا سمجھتے ہیں اور شریعت سے کس قسم کے گندے کھیل کھیلتے ہیں۔ حیرت ہے کہ ایک طرف جن لوگوں کو گندے اور بدکردار سمجھتے ہیں اور اس یقین کے ساتھ سمجھتے ہیں کہ ساری دنیا میں فیصلے پر فخر کر رہے ہیں کہ ان کو خدا تعالیٰ نے سوسالہ مسئلہ حل کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور یہ کہ انہوں نے شریعت کا ایک عظیم الشان معرکہ مارا ہے جو بڑے بڑے علماء سے حل نہیں ہو سکا تھا۔

اپوزیشن کے ایک اور ممبر کے متعلق لکھتے ہیں کہ خیال ہے اس نے معمولی باتوں پر بہت سے قتل کئے ہیں۔ پھر لکھا ہے معتمدوں کے ذریعہ پرمٹ حاصل کرنے والے، ایجنسیاں دلوانے والے، سمگلنگ کرنے اور کروانے والے، کسٹم حکام کے ساتھ ملوث (ان کسٹم حکام کے خلاف پھر کوئی کارروائی بھی نہیں کی گئی) مبینہ طور پر عورتوں کے رسیا ہیں۔ اس قدر کثرت کے ساتھ یہ گندے الزامات لگائے گئے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے آخر ملک کی قومی اسمبلی تمام ملک کی نمائندہ ہوتی ہے۔ اگر اس کا یہ حال ہو، اسے ساری دنیا میں مشتہر کیا جا رہا ہو تو اس ملک کا باقی کیا رہ جاتا ہے پس یہ اس موجودہ حکومت کا کردار ہے جو بڑے فخر کے ساتھ آج ان لوگوں کے فیصلے کو دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے اور بھول گئی ہے کہ کل ہم نے ان کے بارے میں ایک White Paper شائع کیا تھا۔

اسی پر بس نہیں کی اس قومی اسمبلی کے ممبران کے متعلق یہ بھی لکھا کہ ان میں سے بعض غیر ملکی طاقتوں سے روابط رکھنے والے' تخریبی سرگرمیوں میں ملوث' ملک کے خلاف سازشیں کرنے والے اور موقع پرست لوگ ہیں اور فلاں فلاں شرابی ہے۔ یہ ہے حال ان کی قومی جمعیت کا اور ان کی اکثریت کا جس میں حکومت کے لوگ بھی اس رنگ میں رنگین تھے جس کا اوپر بیان کیا گیا ہے اور

اپوزیشن کے لوگ بھی اسی رنگ میں رنگے ہوئے تھے گویا یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے اور اس تھیلی کا نام انہوں نے اجماع رکھ دیا ہے۔ کہتے ہیں امت مسلمہ کا عظیم الشان اجماع ہوا جس کا نام سواد اعظم رکھ دیا۔ **انا للّٰہ و انا الیہ راجعون** ۔ یہ سب کچھ درست تھا یا غلط تھا۔ یہ سوال ہے کہ جن کے متعلق تم یہ الزام لگا چکے ہوان کے فیصلے کو اجماع کہنا کیسے درست ہوسکتا ہے۔ ان کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے حیا آنی چاہئے تھی، غیرت آنی چاہئے تھی۔ انہوں نے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سبق سیکھا ہوتا مگر ان لوگوں نے تو اخلاق اور غیرت کے سبق کبھی پڑھے ہی نہیں۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آتا ہے کہ ایک دفعہ اشرفیوں کی صورت میں بھاری رقم ایک تھیلی میں لے جارہے تھے، کشتی میں سوار ہوئے تو کسی شخص کو پہلے سے پتہ چل گیا کہ ان کے پاس اتنی اشرفیاں ہیں، وہ سراغ لگاتا ہوا پیچھا کر رہا تھا جب وہ کشتی میں بیٹھے تو اس نے اچانک بیچ میں پہنچ کر شور مچا دیا کہ میری تو اشرفیوں کی تھیلی چوری ہوگئی ہے اور اس میں اتنی اشرفیاں موجود ہیں۔ خیر جو بھی کشتی کا سردار تھا اس نے حکم دیا کہ سب کی تلاشی لی جائے۔ تلاشی ہوئی تو کسی کے پاس سے بھی اشرفیوں کی ایسی تھیلی نہ نکلی۔ حضرت امام بخاریؒ کے پاس بھی نہ تھی۔ وہ شخص یقین رکھتا تھا کہ ان کے پاس تھیلی تھی اسی لئے اس نے بڑے تعجب سے بعد میں علیحدہ ہوکر کہا کہ تھا تو یہ جھوٹا الزام مجھے پتہ ہے لیکن مجھے یہ تو بتا دیں وہ تھیلی گئی کہاں۔ حضرت امام بخاری نے فرمایا میں نے تو وہ دریا میں غرق کر دی تھی۔ کیوں غرق کر دی تھی؟ اس لئے غرق کر دی تھی کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اقوال کا محافظ ہوں، میں یہ بھی پسند نہیں کرتا تھا کہ میری ذات پر ایک دفعہ الزام لگ جائے کہ اس نے خود بددیانتی کی، اتنے عظیم آقا اور اتنے عظیم امین کے اقوال کا محافظ ہو اور داغدار ہو جائے۔ میں تو ہرگز یہ پسند نہیں کرتا، اشرفیوں کی میرے سامنے کیا حیثیت ہے۔

یہ ہیں وہ لوگ جو سچے عشاق تھے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور اسلام کے، انہوں نے ایک کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کی اور وہ ساری کمائی جو پتہ نہیں کتنے وقت کی کمائی تھی اور کتنی محنت سے کمائی تھی اپنے ہاتھ سے ڈبو دی مگر آنحضرت ﷺ کے نام اور آپؐ کی حدیثوں پر حرف نہیں آنے دیا اور اس بات کا موقع نہ دیا کہ کوئی شخص آنحضورؐ کے غلام کے کردار پر انگلی اٹھا سکے۔

مگر پاکستان کی موجودہ حکومت کا حال دیکھیں کہ اتنے گندے اور بھیانک الزام بڑے یقین کے ساتھ شائع کر کے ساری دنیا میں مشتہر کروا رہی ہے یہ بتانے کے لئے کہ یہ قومی اسمبلی تھی جس کے چہرے اس قدر سیاہ تھے اور اتنے گندے تھے کہ دنیا کی دوسری اسمبلیوں میں اگر اس سے سواں حصہ الزام لگ جائے تو وہ لوگ مستعفی ہو جایا کرتے ہیں۔ واٹر گیٹ کا قصہ پاکستانی اسمبلی کے سامنے کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتا مگر پھر بھی ساری دنیا میں شور پڑ گیا کہ حکومت میں رہتے ہوئے فلاں شخص کی جاسوسی کروائی ہے اور اس پر امریکہ کی حکومت میں انقلاب آ گیا۔ اب دیکھیں کہ وہ ایک دنیاوی حکومت ہے۔ اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں مذہبی حکومت نہیں کہلاتی لیکن اخلاق کا یہ معیار ہے اور یہاں اسلامی حکومت کے معیار اخلاق کا حال دیکھ لیجئے ایک طرف لوگوں کو یہ بتاتے ہوئے تھکتے نہیں کہ ۷۴ء کی قومی اسمبلی انتہائی بدکردار اور بے حیا لوگوں پر مشتمل تھی۔ وہ اس قسم کے لوگ تھے یا نہیں یہ اللہ جانتا ہے مگر یہ حکومت بتاتی ہے کہ وہ بڑے گندے اور بے حیا لوگ تھے۔ دوسری طرف یہی حکومت ان پر فخر کر رہی ہے کہ **نعوذ باللہ من ذلک** یہ لوگ غلامان محمد مصطفی ﷺ ہیں۔ ان لوگوں کو آنحضور ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے تمہیں کوئی شرم و حیا محسوس نہیں ہوتی کجا یہ کہ ان کے فیصلوں کو شرعی حیثیت کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتے پھرتے ہو۔ ہاں اگر تم یہ کہتے کہ ہم جھوٹے ہیں، ہم بدکردار ہیں، ہم نے جھوٹے الزام لگائے ہیں اور ہم ہر سزا کے مستحق ہیں اور یہ نیک اور بزرگ لوگ ہیں پھر جو چاہو پیش کرو مگر اس کے باوجود ان کے فیصلے کی شرعی حیثیت کیا ہے وہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ اگر یہ لوگ نیک ہوتے تب بھی ان کے فیصلہ کی شرعاً کوئی بھی حیثیت نہ تھی کیونکہ مذاہب میں اس قسم کی باتوں پر فیصلے نہیں ہوا کرتے۔

۷۴ء کی قومی اسمبلی نے جو کچھ کیا وہ تو احمدیت کی سچائی کا اتنا عظیم الشان نشان ہے کہ اس زمانے میں اتنا عظیم الشان نشان شاذ کے طور پر آپ کو نظر آئے گا لیکن جیسا کہ میں نے کہا تھا پہلے میں نام نہاد اکثریت کے بارہ میں بعض علماء کی آراء کے چند نمونے آپ کے سامنے رکھتا ہوں پھر میں دوسری بات کی طرف آؤں گا۔ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کہتے ہیں۔

> ''ہم نام نہاد اکثریت کی تابعداری نہیں کریں گے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اکثریت باطل پر ہے۔'' (سوانح حیات بخاری از حبیب الرحمٰن خان کابلی صفحہ ۱۱۶)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی جو آج کل کے دیو بندیوں کے بہت بڑے بزرگ سمجھے جاتے ہیں۔ان کے متعلق ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی بابت ماہ جولائی ۱۹۷۶ء صفحہ ۵۹ پر لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''آج کل جمہوریت کو شخصیت پر ترجیح دی جارہی ہے۔(۷۴ءکا یہ جمہوری فیصلہ ہی تھا جس کو اچھالا جا رہا ہے) اور کہتے ہیں کہ جس طرف کثرت ہو وہ سواد اعظم ہے۔اسی زمانہ میں میرے ایک دوست نے اس کے متعلق ایک عجیب اور لطیف بات بیان کی تھی۔(اور واقعۃً وہ بات اتنی لطیف ہے کہ اگر کسی مولوی صاحب کے ذہن میں آجاتی تو بڑا تعجب ہوتا ان کے ایک دوست کو سمجھ آئی ہے لیکن ان مولوی صاحب میں یہ سعادت تھی کہ ان کی سچی بات کو انہوں نے پسند کیا اور پھر اس کو اپنا کر آگے پیش کیا۔بات واقعی بہت لطیف ہے کہتے ہیں کہ جو میرے دوست نے عجیب بات بیان کی وہ یہ تھی کہ) اگر سواد اعظم کے معنی یہ بھی مان لئے جائیں کہ جس طرف زیادہ ہوں تو ہر زمانہ کے سواد اعظم مراد نہیں بلکہ خیر القرون کا زمانہ مراد ہے۔''

یعنی آنحضرت ﷺ نے جس سواد اعظم کا ذکر فرمایا ہے۔اگر اس کے لفظی معنی مان لئے جائیں کہ سواد اعظم سے مراد اکثریت ہی ہے تو کہتے ہیں کہ میرے دوست نے بتایا کہ اس سے مراد پھر بھی یہ نہیں ہے کہ ہر زمانہ کا سواد اعظم یا ہر زمانہ کی اکثریت بلکہ خیر القرون مراد ہے یعنی وہ زمانہ جو آنحضرت ﷺ کے اپنے ارشادات کے مطابق نیکی کا زمانہ تھا' سچائی کا زمانہ تھا' روشنی کا زمانہ تھا جس کو حضورؐ نے خود خیر القرون قرار دیا۔یعنی آپؐ کا زمانہ۔پھر آپؐ کے بعد آنے والوں کی نسل پھر اس سے اگلے آنے والوں کی نسل۔یہ تین زمانے ہیں جو روشنی کے زمانے ہیں اور خیر القرون کہلاتے ہیں۔اس کے بعد اندھیرا پھیلنا شروع ہو جائے گا۔یہ حوالہ آگے چلتا ہے لکھا ہے:

''جو غلبہ خیر کا وقت تھا ان لوگوں میں سے جس طرف مجمع کثیر ہو وہ مراد ہے نہ کہ **ثم یفشو الکذب** کا زمانہ یہ جملہ ہی بتارہا ہے کہ خیر القرون کے بعد شر میں کثرت ہوگی۔''

یعنی خیر القرون سے وہ زمانہ مراد نہیں جو آنحضرت ﷺ کے اپنے الفاظ کے مطابق جھوٹ کی اشاعت کا زمانہ ہے۔ بڑی عمدہ اور پختہ بات ہے اس کے خلاف کوئی دلیل پیش نہیں کی جاسکتی۔ سواد عظم کے متعلق خود حضور اکرمؐ نے فرمایا لیکن ساتھ یہ بھی تو فرما دیا کہ خیر القرون تین زمانے ہیں یا تین نسلوں کا نام ہے۔اس کے بعد کذب کی اشاعت شروع ہو جائے گی اور اندھیرا پھیل جائے گا۔ اس زمانہ کو حضور اکرمؐ نے خیر القرون نہیں فرمایا۔اس لئے جو زمانہ خیر القرون نہیں ہے بلکہ جھوٹ کی کثرت کا زمانہ ہے۔اس کو سواد اعظم کہہ دینا اور اس سے شرعی استنباط کرنا بالکل بے بنیاد بات ہے پھر مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

''مجھے تو یہ بات بہت پسند آئی۔واقعی کام کی بات ہے۔''

یہ ہے تو کام کی بات لیکن ہمارے کام کی بات ہے۔آپ کے کام کی بات نہیں ہے اور وہ جو زمانہ ہے جس کو حضور اکرم ﷺ اشاعت کذب کا زمانہ قرار دیتے ہیں۔اس کے متعلق بھی سن لیجئے کہ اس زمانہ کی اکثریت کے کیا حالات ہوں گے۔

''عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیا تین علی امتی ماا تی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منھم من اتی امه علا نیة لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة و تفترق امتی علی ثلا ث و سبعین ملة کلھم فی النار الاملة واحد ۃ قالوا ومن ھی یا ر سول اللہ قال ماانا علیه و اصحابی.'' (ترمذی ابواب الایمان باب افتراق ھذہ الامۃ حدیث نمبر: ۲۵۶۵)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت پر بھی وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے جن میں ایسی مطابقت ہوگی جیسے ایک پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کا مرتکب ہوا تو میری امت میں بھی کوئی ایسا بدبخت نکل آئے گا۔بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی لیکن ایک فرقے کے سوا

باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا یہ ناجی فرقہ کون سا ہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا وہ فرقہ جو میری اور میرے صحابہ کی سنت پر عمل پیرا ہوگا یا جس کے حالات میرے اور میرے صحابہ جیسے ہوں گے۔ یہ دونوں معنے ہیں یعنی جس حال پر تم مجھے اور میرے صحابہ کو پاتے ہو ان خیالات اور عقائد پر اگر کسی فرقے کو پاؤ گے تو وہ میرے والا فرقہ ہے اور وہی ناجی فرقہ ہے۔

یہ حدیث ایک بہت بڑی اہمیت کی حامل ہے خصوصاً اس ٹولے کے لئے جو آجکل پاکستان پر مسلط کیا جارہا ہے جسے وہابی اہلحدیث ٹولہ کہا جاتا ہے کیونکہ اس ٹولہ کے بانی حضرت امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے موحد بزرگ گزرے ہیں مسلمانان حجاز کی بھاری اکثریت ان کو بارھویں صدی کا مجدد تسلیم کرتی ہے وہ حدیث نبویؐ ستفترق هذه الامة علی ثلاث و سبعين فرقة كلها فی النار الا واحدة کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے درج کر کے فرماتے ہیں:

"فهذه المسئلة اجل المسائل" کہ یہ مسئلہ اجل مسائل میں سے ہے۔ اور پھر فرماتے ہیں:

فمن فهمها فهو الفقيه و من عمل بها فهو المسلم

(مختصر سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۱۳، ۱۴ از امام محمد بن عبدالوہاب)

یعنی تہترّ فرقوں میں سے بہتّر (72) کے ناری اور ایک جنتی ہونے کا مسئلہ ایک عظیم الشان مسئلہ ہے جو اسے سمجھتا ہے وہی فقیہ ہے اور جو اس پر عمل کرتا ہے یعنی بہتر فرقوں کو عملاً ناری اور ایک کو جنتی قرار دیتا ہے صرف اور صرف وہی مسلمان ہے۔ یعنی امام محمد بن عبدالوہاب نے مسلمان کی تعریف یہاں پہنچ کر یہ کر دی کہ یہ حدیث اتنی اہم ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس میں جو مسئلہ پیش فرمایا ہے وہ اتنی اہمیت کا حامل ہے کہ جو شخص اس کو تسلیم کرتا ہے اس پر عمل کرتا ہے اور یہ مانتا ہے کہ ہاں جب امت مسلمہ فرقوں میں بٹ جائے گی تو بہتّر ناری ہوں گے اور ایک جنتی ہوگا اور یہ وہی ہے جو مسلمان ہے دوسرا مسلمان ہی کوئی نہیں۔

شارح مشکوٰۃ اور فقہ حنفی کے مسلمہ عالم حضرت امام ملا علی قاریؒ تہتر فرقوں والی حدیث نبویؐ کی شرح میں لکھتے ہیں۔

’’پس یہ بہتر فرقے سب کے سب آگ میں ہوں گے اور ناجی فرقہ وہ ہے جو روشن سنت محمدیہ اور پاکیزہ طریقہ احمدیہ پر قائم ہے‘‘

ان کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

فتلک اثنان و سبعون فرقة کلھم فی النار و الفرقة النا جیة هم اهل السنة البیضا ء المحمد یة و الطر یقة النقیة الا حمد یة .

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد اول از ملا علی قاریؒ صفحہ ۲۰۴)

کتنے عظیم الشان بزرگ تھے اور کیسے تعلق باللہ والے لوگ تھے ایک پیشگوئی پر ایک اور پیشگوئی کر رہے ہیں اور خوب کھول کر بتا رہے ہیں کہ وہ محمدیہ فرقہ احمدیہ فرقہ کے ایسے رستہ پر ہوگا جو کہیں اور تمہیں نظر نہیں آئے گا۔

اس حدیث کو مسلمانوں کے ہر گروہ نے تسلیم کیا اور وہ اسے اپنے اوپر چسپاں کرتے رہے۔شیعہ کہتے تھے کہ وہ ایک فرقہ ہم ہیں اور باقی سارے فرقے بہتّر میں شامل ہیں جب کہ سنّی یہ کہہ رہے تھے کہ ہم وہ ہیں جو ایک فرقہ ہے۔ پھر ان میں سے بھی ہر فرقہ یہ کہتا تھا کہ وہ ناجی ہے اور دوسرے ناری ہیں۔ چنانچہ ایک شیعہ مجتہد بہتّر فرقوں والی حدیث کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ وہ اختلافات جو ان کے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان پائے جاتے ہیں وہ انہیں باقی فرقوں سے بالکل جُدا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

’’شیعہ حضرت امیر المومنین امام المتقین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو خلیفہ بلا فصل بعد پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے جانتے ہیں اور ان کے بعد ان کی اولاد سے گیارہ فرزند امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام تک یکے بعد دیگرے خلیفۃ الرسول اور امام برحق مانتے ہیں۔ لیکن باقی بہتر فرقے پہلا خلیفہ ابوبکرؓ دوسرا عمرؓ تیسرا عثمانؓ چوتھا علی علیہ السلام کو جانتے ہیں۔‘‘

اسی قسم کی اور بھی علامتیں بیان کرنے کے بعد آخر پر لکھتے ہیں۔

’’خلاصہ: تمام اصول اور فروع میں یہی ایک شیعہ فرقہ بہتر فرقوں سے علیحدہ ہے جس کا جوڑ کسی صورت میں ان کے ساتھ نہیں ہوسکتا کیونکہ بڑے

بڑے مسائل اصول وفروع میں ان کا سخت اختلاف ہے اس لئے تمام اسلامی فرقے شیعہ کو مخالف سمجھتے ہیں لیکن حدیث مذکورہ کے مطابق یہی ایک فرقہ باقی فرقوں سے بالکل جدا ہونے کی وجہ سے ناجی اور بہشتی ہے۔‘‘

(فتاوٰی حائری حصہ دوم صفحہ ۵۔۶)

اب بتایئے کل تو یہ بحث ہو رہی تھی کہ بہتر کون ہیں اور ایک کون ہے اور کل تک یہ لوگ تسلیم کر رہے تھے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے بہر حال سچ فرمایا ہے۔ صرف جھگڑا یہ کریں گے کہ ہم وہ ایک ناجی فرقہ ہیں یا باقیوں میں سے وہ ایک فرقہ ہے یعنی جھگڑا یہ تھا کہ بہتر (۷۲) کون ہیں اور ایک تہتر واں (۷۳) فرقہ کون ہے ۔چنانچہ جماعت اسلامی کا ایک مشہور آرگن’’ ترجمان القرآن‘‘ ہے وہ بھی اس حدیث کو تسلیم کرتا ہے اور اس پر بحث اٹھاتے ہوئے لکھتا ہے۔

’’اسلام میں نہ اکثریت کا کسی بات پر متفق ہونا اس کے حق ہونے کی دلیل ہے نہ اکثریت کا نام سواد اعظم ہے۔ (بڑی کھل کر بات کی ہے) نہ ہر بھیڑ جماعت کے حکم میں داخل ہے اور نہ کسی مقام کے مولویوں کی کسی جماعت کا کسی رائے کو اختیار کر لینا اجماع ہے.... اس مطلب کی تائید اس حدیث نبویؐ سے ہوتی ہے جو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بایں الفاظ مروی ہے (آگے وہی حدیث درج کی ہے کہ) بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی جو سب کے سب جہنم میں پڑ جائیں گے بجز ایک کے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کون لوگ ہوں گے یا رسول اللہؐ؟ آپ نے فرمایا وہ جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوں گے۔‘‘

اس کے بعد’’ ترجمان القرآن‘‘ لکھتا ہے۔

’’یہ گروہ نہ کثرت میں ہوگا نہ اپنی کثرت کو اپنے برحق ہونے کی دلیل ٹھہرائے گا بلکہ اس امت کے تہتر فرقوں میں سے ایک ہوگا اور اس معمور دنیا میں اس کی حیثیت اجنبی اور بیگانہ لوگوں کی ہوگی جیسا کہ فرمایا’’ بدء الا سلام غریبا و سیعود غریبا کمابدء فطو بی للغر بآءِ .‘‘

ایک فرقہ ہمارا رہ گیا ہے جس کو آج یہ حیثیت حاصل ہے اجنبی اور بیگانہ ہونے کی مگر اللہ کی شان دیکھیں کس طرح ان کے منہ سے حق کہلوا دیا اور ان لعنتیں ڈالنے والوں کی طرف سے خدا نے آپ کو دعائیں دلوا دیں۔ خدا کی تقدیر نے زبردستی ان کے منہ سے آپ کو رحمتیں دلوا دیں۔ ان کو تسلیم کرنا پڑا اور حدیث نبوی ؐ یاد آئی تو یہ لوگ حق کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ پس جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا اسلام غربت سے شروع ہوا تھا پھر غریب ہو جائے گا جیسا کہ پہلے غریب تھا **فطوبیٰ للغربآء** پس خوشخبریاں اور مبارکیں ہوں ان غرباء کو جو آخری زمانہ میں اسلام کی خاطر غریب الوطن ہو جائیں گے اور غریب کہلائیں گے۔ اسی حوالے میں ترجمان القرآن آخر میں لکھتا ہے:

''پس جو جماعت محض اپنی کثرت تعداد کی بناء پر اپنے آپ کو وہ جماعت قرار دے رہی ہے جس پر اللہ کا ہاتھ ہے........اس کے لئے تو اس حدیث میں امید کی کوئی کرن نہیں کیونکہ اس حدیث میں اس جماعت کی دو علامتیں نمایاں طور پر بیان کردی گئی ہیں ایک تو یہ کہ وہ آنحضرت ﷺ اور آپ ؐ کے صحابہ کے طریق پر ہوگی دوسری یہ کہ نہایت اقلیت میں ہوگی۔''

(ترجمان القرآن جنوری، فروری ۱۹۴۵ء صفحہ ۱۷۵۔۱۷۶ مرتبہ سید ابوالاعلیٰ مودودی)

اب اس بات کو اچھی طرح ملحوظ رکھ لیں کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں جب امت مسلمہ بہتّر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور ایک تہترویں جماعت پیدا ہوگی اور وہ حق پر ہوگی تو بہتر فرقے لازماً جھوٹے ہوں گے۔ کیونکہ سچے ناری نہیں کہلا سکتے۔ ایک ہی جماعت سچی ہے اور اسے جماعت قرار دیا ہے۔ کل تک جماعت احمدیہ کے تمام مخالفین خواہ سنی تھے خواہ شیعہ تھے اس حدیث کی صحت کے نہ صرف قائل تھے بلکہ وہابیہ فرقہ کے امام تو کہتے ہیں کہ مسلمان وہی ہے جو اس حدیث کو سچا مانتا ہے جو نہیں مانتا وہ مسلمان ہی نہیں۔ پس شیعہ کیا اور سنی کیا، وہابی کیا اور بریلوی کیا یہ تمام لوگ اس حدیث پر متفق ہیں اور تسلیم کرتے چلے آرہے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ مگر ۷ ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان پر جو قیامت ٹوٹی وہ یہ تھی کہ اس دن ان سب نے جماعت احمدیہ کی تکذیب کے شوق میں **نعوذباللہ من ذلک** حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تکذیب سے دریغ نہیں کیا اور بڑی جرأت اور بے حیائی کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ یہ حدیث معاذ اللہ جھوٹی تھی، ہمارے بزرگ جھوٹے

تھے جو اس حدیث کو سچا تسلیم کر گئے۔ گویا ۷۴ء کی اسمبلی کو اکثریت کے زعم میں مسئلہ یوں سمجھ آیا کہ بہتّر سچے ہیں۔ اور ایک جھوٹا ہے، بہتّر جنتی ہیں اور ایک ناری ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ کا فخر سے اعلان کیا گیا اور کیا جاتا رہا اور یہی مسئلہ ہے جس کو موجودہ حکومت کی طرف سے بھی مزعومہ قرطاس ابیض میں اچھالا جارہا ہے۔ غرض یہ ایک بہت بڑی جسارت اور بغاوت تھی جس کا ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے ارتکاب کیا حالانکہ جماعت احمدیہ کے اس وقت کے امام کی طرف سے قومی اسمبلی کے سامنے بار بار اور کھلے لفظوں میں تنبیہ کی گئی تھی کہ تم شوق سے ہمارے دشمن بن جاؤ جو کچھ چاہو ہمیں کہتے رہو لیکن خدا کے لئے اسلامی مملکت پاکستان میں حضرت محمد مصطفی ﷺ کے خلاف تو علم بغاوت بلند کرنے کی جسارت نہ کرو۔ کل تک تم یہ مانتے چلے آرہے تھے کہ اگر بہتّر اور ایک کا جھگڑا چلا تو بہتّر ضرور جھوٹے ہوں گے اور ایک تہتّر واں ضرور سچا ہوگا اس لئے کہ اَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ ؐ کی پیشگوئی ہے کہ بہتّر جھوٹے ہوں گے یعنی اکثریت جھوٹی ہوگی اور ایک فرقہ سچا ہوگا مگر آج جماعت احمدیہ کو جھوٹا بنانے کے شوق میں تم یہ اعلان کر رہے ہو کہ بہتّر سچے ہیں اور صرف ایک جھوٹا ہے۔ اس کا تو گویا یہ مطلب بنتا ہے کہ معرفت کا جو نکتہ ان کو سمجھ میں آگیا ہے وہ **نعوذ باللہ من ذلک**، حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی سمجھ میں بھی نہیں آیا۔ یہ دراصل اعلان بغاوت تھا جو آنحضرت ﷺ کے خلاف کیا گیا۔ ایسے لوگ اسلام میں رہ ہی نہیں سکتے اور کوئی جرم تھا یا نہیں مگر جس دن حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے واضح ارشاد کے خلاف کھلی کھلی بغاوت کا ارتکاب کیا گیا اس دن ضرور یہ غیر مسلم بن گئے تھے کیونکہ آنحضورؐ کا ارشاد شک وشبہ سے بالا ہے اور چوٹی کے علماء اور مختلف فرقوں کے بانی مبانی اسے مانتے چلے آئے ہیں بلکہ اسے اسلام کی پہچان قرار دیتے رہے ہیں۔ مگر یہ سب کے سب اس دن ایسے پاگل ہو گئے اور ان کی عقلیں ایسی ماری گئیں کہ سات ستمبر کو یہ اعلان کر دیا کہ بہتّر فرقے اکٹھے ہیں، یہ مسلمان ہیں یعنی جنتی ہیں اور ایک جماعت احمدیہ ہے جو ناری ہے۔ یہ تھی اصل حقیقت جس کی **نعوذ باللہ من ذلک** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھ نہیں آئی اور پھر بڑے فخر سے ساتھ یہ لوگ اس کو پیش کرتے رہے اور یہی کہہ کر جماعت کے خلاف نت نئے مطالبے کئے جاتے رہے۔

دراصل جماعت احمدیہ کی مخالفت کی تاریخ میں شروع سے ہی یہ گند اور کوڑھ داخل تھا کہ جماعت احمدیہ کو وہ جھوٹا بنا ہی نہیں سکتے جب تک اس حدیث کی تکذیب نہ کریں اس لئے پہلے بھی

جب جماعت کی مخالفت کرتے تھے تو علی الاعلان بڑے فخر کے ساتھ ان میں سے بعض اس کی تکذیب کے مرتکب ہوتے تھے۔ چنانچہ مولوی اختر علی خان ابن مولوی ظفر علی خان صاحب نے ۱۹۵۲ء میں جب احمدیوں کے خلاف تحریک چلائی گئی تو بڑے فخر سے یہ بات پیش کی۔ وہ کہتے ہیں۔

''مجلس عمل نے گذشتہ تیرہ سو سال کی تاریخ میں دوسری مرتبہ اجماع امت کا موقع مہیا کیا ہے۔ آج مرزائے قادیان کی مخالفت میں امت کے ۷۲ فرقے متحد و متفق ہیں۔ حنفی اور وہابی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سنی اہلحدیث سب کے علماء، تمام پیر اور تمام صوفی اس مطالبہ پر متفق و متحد ہیں کہ مرزائی کافر ہیں انہیں مسلمانوں سے ایک علیحدہ اقلیت قرار دو۔''

(''زمیندار'' ۵ رنومبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۲ کالم نمبر ۶)

یعنی ۷۲ فرقے مسلمان اور ایک غیر مسلم ہے جو ناری ہے۔

اور پھر جب ۷۴ء میں یہ ظالمانہ واقعہ ہو گیا تو اس کو اپنی تائید میں آج پیش کر رہے ہیں اور سمجھ نہیں رہے کہ ہم کیا بات کر رہے ہیں۔ اس وقت ۱۹۷۴ء میں نوائے وقت لاہور نے بڑی خوشی سے اور بڑے فخر کے ساتھ ''بہتر فرقوں کا اجماع'' کی شہ سرخی کے ساتھ اعلان کیا۔ دیکھیں کس طرح خدا جھوٹا کرتا ہے لوگوں کو۔ ان کو پتہ ہی نہیں لگتا کہ خدا کی تقدیر ہم سے کیا کھیل کھیل رہی ہے

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ؕ۝۱۰ (البقرۃ:۱۰)

اللہ ان کے مکروں اور ان کی تدبیروں کو ان پر الٹا دیتا ہے۔ چنانچہ نوائے وقت کا یہ نوٹ اسی حقیقت کی غمازی کرتا ہے۔

''اسلام کی ساری تاریخ میں اس قدر پورے طور پر کسی اہم مسئلہ پر کبھی اجماع امت نہیں ہوا۔ اجماع امت میں ملک کے سب سے بڑے بڑے علماء دین اور حاملان شرع متین کے علاوہ تمام سیاسی لیڈر اور ہر گروپ کا سیاسی راہنما کما حقہ متفق ہوئے ہیں۔ اور صوفیائے کرام اور عارفین باللہ برگزیدگان تصوف و طریقت کو بھی پورا پورا اتفاق ہوا ہے۔ قادیانی فرقہ کو چھوڑ کر جو بھی ۷۲

فرقے مسلمانوں کے بتائے جاتے ہیں سب کے سب اس مسئلہ کے اس حل پر متفق اور خوش ہیں۔'' (نوائے وقت ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۴)

کیا اس بات پر خوش ہیں کہ ہم بہتر ّہیں جو پہلے اپنے آپ کو ایک کہا کرتے تھے اور غیروں کی طرف انگلی اٹھا کر کیا شیعہ اور کیا سنی یہ کہا کرتے تھے کہ تم بہتر ّہو اور ہم وہ ایک فرقہ ہیں جس کے متعلق ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری دی ہے کہ جب بہتر ّاور ایک کا جھگڑا چلے گا تو ایک جنتی ہوگا اور ۷۲ ناری ہوں گے۔ اس دن دیکھیں تقدیر نے اس کے ساتھ کیا کھیل کھیلا۔ انہوں نے پاگلوں کے طرح اخباروں میں سرخیاں جمادیں اور فخر سے اعلان کیا کہ ہم ۷۲ ہیں اور مرزا غلام احمد کی جماعت وہ ایک ہے، وہ ایک ہے، وہ ایک ہے۔

پس خدا کی قسم! اگر وہ ایک ہے اور تم بہتر ّہو تو پھر تمہارا فتویٰ نہیں چلے گا۔ فتویٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا چلے گا اور کوئی ماں نہیں ہے جس نے کوئی ایسا بچہ پیدا کیا ہو جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے فتوے کو غلط قرار دے یا اسے الٹا سکے۔ یاد رکھو! ۷ ستمبر ۷۴ء کا دن تمہارے لئے رات بن کر آیا ہے اور ہمارے لئے اس دن روشنی کا ایک سورج طلوع ہوا جس نے احمدیت کو بقعۂ نور بنا دیا۔ تم نے اکٹھے ہو کر اپنے ہاتھوں سے یہ فیصلہ دے دیا کہ آج محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشگوئی پوری ہوئی اور چونکہ تم اسی فیصلے میں آنحضرت ﷺ کے نکالے ہوئے نتیجہ کی تکذیب کے مرتکب ہوئے اس لئے وہ پیش گوئی اور بھی زیادہ شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ تمہاری اس ظالمانہ روش نے یہ فیصلہ کر دیا کہ تم جھوٹے ہو کیونکہ تم نے نتیجہ وہ نکالا ہے جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے نکلے ہوئے نتیجہ کے مخالف ہے۔

پس یہ ہے تمہاری اکثریت اور یہ ہے تمہاری اکثریت کی حیثیت۔ اس اکثریت کی ہمیں ایک کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کیونکہ اس اکثریت کی ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ کو کوئی پرواہ نہیں۔ تم نے ہمیں محمد مصطفیٰ ﷺ سے کاٹنے کے لئے یہ اقدام کیا تھا مگر اس دن نے تو ہمیشہ کے لئے ہمارا پیوند حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے اور بھی زیادہ پکا کر دیا۔ اگر تم سچے ہو **نعوذ باللہ من ذلک** اور محمد مصطفیٰ ﷺ **نعوذ باللہ من ذلک** غلط ہیں تو ہمیں وہ ایک بننا منظور ہے جو غلط ہو کر بھی ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ؐ کے ساتھ رہتا ہے۔ ہمیں یہ ہرگز منظور نہیں ہے کہ ہم ان بہتر ّوں کے ساتھ شامل ہوں جو ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ؐ کو منظور نہیں اس لئے جھوٹا کہو گے تب بھی ہم اپنے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ

کے ساتھ رہیں گے۔ سچا کہو گے تو پھر تو ہم ہیں ہی سچے اس لئے اب نکل کے دکھاؤ اس راہ سے۔ خود تمہارا بچھایا ہوا دام ہے جس نے تمہیں گھیر لیا ہے۔ ایک بھی تم میں سے باقی نہیں رہا۔ شیعہ سنی کبھی وہم بھی نہیں کر سکتے تھے کہ سارے متفق ہو جائیں گے کہ وہ سب اپنے اختلاف عقائد کے باوجود اس مسئلہ پر متفق ہیں اور یہ کہ ان کے بزرگوں کے سارے فتوے جھوٹے ہیں۔ اس دن خدا نے عظیم الشان فتح کا سورج ہمارے لئے طلوع فرمایا۔ ہم اس پر راضی ہیں۔ اللھم صل علی محمد وال محمد وبارك وسلم انک حمید مجید۔